ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر شائستہ حمید خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔

ڈاکٹر اقصیٰ ساجد

اسسٹنٹ پروفیسر. شعبہ فارسی۔ جی سی یونیورسٹی لاہور۔

اقصیٰ امانت

ایم فل ریسرچ سکالر، جی سی یونیورسٹی لاہور

میرا جی کی تنقیدی اور تخلیقی جدت

Dr. Shaista Hameed Khan *
Associate professor, Department of Urdu, GC University, Lahore.
Dr. Aqsa Sajid
Assistant Professor, Department of Persian, GC University Lahore.
Aqsa Amanat
Mphil Research Scholar, GC University Lahore
***Corresponding Author:**

Miraji's Critical and Creative Innovation

Miraji is considered one of the prominent poets and critics of Urdu literature who gave new intellectual and aesthetic horizons to modern poetry and criticism. He laid the foundation of psychological criticism in Urdu by combining Eastern and Western trends and brought the circle of masters of taste out of the impressionistic level and exposed them to research and objective criticism. His book "Is Nazm Mein" is the basic source for understanding modern Urdu poetry, in which He brought his taste out of the Iranian level and exposed it to research and objective criticism. His book "Is Nazm Mein" is the basic source for understanding modern Urdu poetry, in which language, symbolism and artistic aspects were given central importance. Miraji's impartial insight and aesthetic consciousness made him the founder of modern Urdu criticism and the first credible critic of new poetry.

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

Key Words: *Miraji, Founder, Eastern, Western, Trend's, Psychological, Criticism.*

میرا جی اردو کے اُن ممتاز شاعروں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے علامتی شاعری کو ایک نیا رنگ اور انداز بخشا۔ ن م راشد کے بقول، میرا جی صرف ایک شاعر نہیں بلکہ ایک ادبی مظہر تھے۔ ان کا اصل نام محمد ثناء اللہ ڈار تھا۔ میرا جی ۲۵ مئی ۱۹۱۲ کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ کشمیری نژاد کے خاندان کے چشم و چراغ میرا جی نے ایک علمی اور ادبی ماحول میں پرورش پائی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد وہ معروف ادبی جریدے "ادبی دنیا" سے وابستہ ہو گئے، جہاں انہوں نے مضامین لکھنے کے ساتھ ساتھ مشرق و مغرب کے شاعروں کا ترجمہ بھی کیا۔ حلقی ارباب ذوق کی تحریک میں میرا جی کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ میرا جی کی شکل میں حلقے کو ایسی شخصیت میسر آگئی جو بکھرے اجزاء کو جمع کرنے اور پھر مخصوص سمت میں گامزن کرنے کا سلیقہ رکھتی تھی۔

مولانا صلاح الدین احمد لکھتے ہیں:

> "میرا جی ذہنی اعتبار سے مغرب کے جدید علوم کی طرف راغب تھے۔ لیکن ان کی فکری جڑیں قدیم ہندوستان میں پیوست تھیں۔"(۱)

میرا جی کے کلام میں ہندوستانی تہذیب کی واضح جھلک دکھائی دیتی ہے۔ میرا جی حلقے سے وابستگی سے پہلے مغربی شعراء کو پڑھ چکے تھے اور ادبی دنیا میں ان پر مضامین لکھ چکے تھے۔ میرا جی کی حلقے میں شمولیت کے بعد نی صرف حلقے نے جدیدیت اور ترقی کی منازل طے کی بلکہ ترقی پسند تحریک کی مقصدیت کو بھی بے نقاب کیا۔ میرا جی لاہور سے دلی اور پھر بمبئی منتقل ہوئے اور اپنے ساتھ ان مقامات پر حلقے کی روح کو بھی لیکر گئے۔

تصانیف:

ان کی تخلیقات میں ۲۲۳ نظمیں، ۱۳۶ گیت، ۱۷ غزلیں اور متعدد تراجم شامل ہیں۔ مختصر عمر میں میرا جی کی تصانیف میں "مشرق و مغرب کے نغمے، "اس نظم میں، "میرا جی کی نظمیں، "گیت ہی گیت، " نگار خانہ، " خیمے کے آس پاس شامل ہیں۔ وہ ۳ نومبر ۱۹۴۹ کو بمبئی میں وفات پا گئے، لیکن ان کی شاعری آج بھی اردو ادب میں ایک منفرد اور نمایاں مقام رکھتی ہے۔

میرا جی کی تنقیدی ور تخلیقی اپچ:

میرا جی حلقہ اربابِ ذوق کا اہم ستون ہیں۔ حلقے کی ابتدا تو افسانہ سے ہوئی مگر میرا جی نے اس کا رخ شاعری اور تنقید کی طرف موڑ دیا۔ میرا جی نے اردو شاعری پہ جو تنقید کی ہے اس نے اردو تنقید میں ایک نئے رویے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-28

کو روشناس کرایا ہے۔ میراجی کی شمولیت سے پہلے حلقہ کی تنقید داد اور تحسین تک محدود تھے یہ تنقید محض تاثراتی تھی۔ لیکن میراجی کی شمولیت نے حلقے کی محفلوں میں ایک رنگ بھر دیا اور اس تنقید کا معیار ایک دم بلند کر دیا۔

یونس جاوید لکھتے ہیں کہ:

"میراجی کے آنے سے حلقہ اربابِ ذوق میں تازہ خون کی ایک لہر سی دوڑ گئی تھی اور نئے تجروں خاص طور پر نظم کے اندر تجربے کرنے کے رفتار بہت تیز ہو گئی تھی۔ اس وقت کا اندازہ کچھ میراجی کے اپنے سرمائے سے اور کچھ ان کے وہ مصروفیات جو انہوں نے صرف حلقہ اربابِ ذوق کے لیے مخصوص کر رکھی تھیں کیا سکتا ہے۔"(۲)

میراجی اپنی تنقید میں غیر جانبدار ہیں۔ فنی تخلیق کی محبت میراجی کو فنکار کا گرویدہ بنا دیتی ہے۔ تنقید تفسیر اور تجزیہ میں میراجی نے صرف ایک چیز کو اپنا مسلک بنایا ہے وہ نظم کی تنقید اور تجزیہ اس مقصد سے کرتے ہیں کہ ان کے چھپے ڈھکے ہوئے حسن کو بے نقاب کریں۔

سید وقار عظیم لکھتے ہیں

"میراجی کی تنقید محبوبی پیکر ہے۔ سخت گیری و درشتی کی جگہ چشم پوشی، شگفتہ طبعی اور شیریں دہنی اس کا انداز خاص ہے۔ تنقید کو یہ انداز عزیز نہ ہو نہ سہی۔ زندگی اور انسانیت کا فروغ اسی میں ہے۔"(۳)

میرا کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف تنقیدی گفتگو سے حلقہ کی تنقید کو ایک معیار عطا کیا بلکہ بہت سے نوجوانوں کو تنقید کرنے پر اکسایا۔ اس سے علاوہ انہوں نے تجربے کی اہمیت اور ہئیت و تکنیک کی تبدیلیوں کی اہمیت بھی اجاگر کی۔ میراجی کی عملی تنقید نے اردو تنقید میں مطالعے کی ایک نئی صورت کو متعارف کروایا۔ ترقی پسند تنقید نے خارجی حقیقت کاری کے جس رجحان کو فروغ دیا تھا۔ اس کے ردعمل کے طور پر میراجی کا یہ طریقہ کار نہ صرف مقبول ہوا بلکہ اسے قبول عام کی سند بھی حاصل ہو گئی۔ میراجی کا خیال تھا کہ تنقید میں کسی مروت یا تعلق کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن ترقی پسند تنقید نے فن پارے کی جمالیاتی اور فنی اقتدار پر مقصدیت اور افادیت کو ترجیح دی۔ میراجی کا رویہ اس کے برعکس تھا وہ فن میں حسن کاری اور جمالیاتی اقدار کے قائل تھے۔

ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

”حلقہ ارباب ذوق کی تنقید کو متعین کرنے کا فریضہ میرا جی نے سرانجام دیا۔ میرا جی نے تنقید کی کوئی باضابطہ کتاب نہیں لکھی۔ تاہم ان کے نظریات عملہ تنقید کے ان مضامین میں موجود ہیں جو مشرق و مغرب کے نغمے کے نام سے ان کی وفات کے بعد شائع ہوئی۔ میرا جی کا اساسی تجربہ یہ ہے کہ شعر و ادب زندگی کے ترجمان ہیں تاہم وہ زندگی کو ایک جامد یا یک رخا تصور نہیں کرتے تھے۔“(۴)

میرا جی یہ نزدیک ادب پارے کو صرف خارجی معیاروں سے نہیں پرکھا جاسکتا۔ اس کے لیے لکھنے والے کی شخصیت اس کی عصری مسائل کو بھی سامنے رکھنا پڑے گا۔ میرا جی کو دیومالا میں بھی دلچسپی تھی کہ دیومالا انسانی تخیل بھی پیداوار ہے۔ میرا جی نے دیرمالائی مطالعے کے ساتھ ساتھ تنقید میں مغربی طرز فکر کو بھی اجاگر کیا۔ میرا جی نے حلقہ اربابِ ذوق کو ترقی پسند تحریک کے نقادوں کی طرح تاثراتی تنقید نہیں بننے دیا۔ میرا جی نے تنقید میں جمالیاتی زاویہ پیدا کیا۔ ترقی پسند تحریک کے مقابلے میں میرا جی کی نفسیاتی تنقید نے فن پارے کے پیچھے چھپے محرکات کو تلاش کیا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اردو میں نفسیاتی تنقید میرا جی کی وجہ سے آئی ہے۔ جس کا بنیادی محرک وہ تراجم تھے جن میں مغربی شعراء کا فنی و ادبی جائزہ بھی شامل ہوتا تھا۔ میرا جی نے اپنی تنقید میں ان عوامل کے حوالے سے بحث کی کہ ادب پارہ تخلیق کیسے ہوتا ہے۔

ریاض احمد لکھتے ہیں کہ:

نفسیاتی تنقید کو اردو میں متعارف کروانے کا سہرا میرا جی کے سر ہے۔ میرا جی نے اس کا اغاز غالباً ادبی دنیا میں ان مضامین سے کیا جنہیں وہ مختلف نظموں تعارفی نوٹ کی حیثیت سے لکھا کرتے تھے۔“(۵)

حلقے کو ایک تحریک کی شکل دینے کے ساتھ ساتھ میرا جی کا دوسرا بڑا تنقیدی کارنامہ نظموں کا تجزیاتی مطالعہ ہے۔ وہ اردو کے پہلے نقاد ہیں جنھوں نے فن پارے کا تجزیہ کر کے فن کار اور فن پارے کے درمیان عشرہ تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس کی بین مثال ان کی کتاب اس نظم میں ہے۔ میرا جی کی تنقید کی غیر جانبداری کا عالم یہ تھا کہ انہوں نے ترقی پسند ادیبوں پر بھی قلم اٹھایا۔ میرا جی ہیئت اور تکنیک کے ساتھ ساتھ موضوع اور مواد کی اہمیت کے بھی قائل تھے۔ وہ زندگی کو محدود کرنے کے بجائے اس میں ہمہ گیریت کے قائل تھے۔

مولانا صلاح الدین احمد لکھتے ہیں کہ:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

”جس زمانے میں اس نے یہ تنقیدیں لکھی ہیں۔ ہمارے جدید نقاد اس وقت پروان چڑھ رہے تھے۔ اس اعتبار سے ہم میراجی کو بجا طور پر اردو کی جدید شعری تنقید کا مورث کہہ سکتے ہیں۔“(۶)

میراجی ایک طرف قدیم مشرقی معیاروں کنایہ، تشبیہ اور استعارے کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں تو دوسری طرف مغربی تنقید کے تاثرات اور کیفیات کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اردو تنقید کو مغرب و مشرق کے امتزاج سے ایک نئے ذائقے سے روشناس کرایا ہے۔ میراجی تنقید کو صرف تحسین تک محدود نہیں کیا بلکہ متن میں خامیوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ میراجی کا رجحان نفسیاتی تنقید کی طرف تھا لیکن انہوں نے نظموں کا تجزیہ کرتے ہوئے اسے ایک فریم کے طور پر استعمال نہیں کیا۔

انہوں نے مختلف شاعروں کی نظموں کا تجزیہ کیا ان میں ترقی پسند بھی شامل ہے۔ جن کے نظریات سے ان کا بنیادی اختلاف تھا۔ لیکن انہوں نے ان کی نظموں کو ان کے نظریے کی روشنی میں رکھ کر ان کا فنی تجزیہ کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میراجی فن پارے کو کسی مخصوص نظریے سے دیکھنے کے بجائے اس کی فنی حیثیت کو سامنے رکھتے تھے۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ان کے تجزیوں میں معروف شعراء کے ساتھ ساتھ غیر معروف شعراء بھی شامل ہیں انہوں نے نام کے بجائے کام دیکھا "اس نظم میں" کے دیباچے میں میراجی کہتے ہیں:

”شاعر کے نام کی طرف نہیں بلکہ کام کی طرف دیکھا جائے چنانچہ اس مجموعہ میں جہاں اپ کو ایسے شاعر نظر ائیں گے جو مشہور ہے اور جن کی نظریں اپ مقصد پڑھتے رہتے ہیں وہاں ایسے شاعر بھی دکھائی دیں گے جن کی ایک ادھ نظم نہیں اپ کی نظر سے گزری ہو یا شاید ایک نظر بھی اپ نے نہ دیکھی ہو تم دوسری بات جس کا لحاظ میں حط المسیح ہمیشہ رکھتا تھا پسندیا ناپسند تھی یہ تو مانا کہ تنقیدی انتخاب انفرادی اثر سے یکسر مبرا نہیں ہو سکتا پھر بھی غیر جانبدار رہنے کی کوشش ہی میرا مطمع نظر تھی۔“(۷)

ادو تنقید کو نئی سمت عطا کرنے کا فریضہ میراجی ہی نے سرانجام دیا۔ میراجی اپنے تنقیدی نظریات کا اطلاق قدیم شعراء پر بھی کیا۔ انہوں نے بندی داس کی شاعری میں سے ان تصورات اور عناصر کی نشاندہی کی ہے جس میں نطشے کے مافوق الانسان کے عناصر موجود ہیں اردو تنقید میں میراجی کو جو چیز دیگر نقادوں سے الگ صف میں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

کھڑا کرتی ہے کہ انہوں نے صرف نظریہ سازی سے کام لیا بلکہ عملی اطلاق کرتے ہوئے شعراء کو تخلیق کے ذریعے پرکھنے کا شعور بھی دیا۔

ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

"میرا جی کی کتاب "اس نظم میں" جدید شاعری کی تفہیم کا بنیادی صحیفہ شمار ہوتی ہے۔ اور اس کے تجزیاتی عمل سے حلقہ اربابِ ذوق کی تنقیدی جہت متعین ہوتی ہے۔"(۸)

میرا جی کی غیر جانبداری ہی ان کی تنقید کا خاصا ہے۔ میرا جی تنقید کے ذریعے نظم کی تفہیم کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ جو نقاد کا منصب بھی ہے۔ نئی نظم کو متعارف اور مقبول بنانے کی طرف ان کا رجحان زیادہ ہے۔ اس حوالے سے میرا جی نئی نظم کے پہلے نقاد کے طور پر بھی سامنے آئے ہیں۔ جنہوں نے نہ صرف نئی نظم کو مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا بلکہ اس کی مناسب تفہیم Interpretation کر کے اس الزام سے بھی رد کیا کہ نئی نظم ابہام کا شکار ہے۔

ان کی کتاب "اس نظم میں" جن نظموں کا میرا جی نے تجزیہ پیش کیا ہے وہ موضوع اور ہیئت کے اعتبار سے اپنے عہد کی بہترین نظمیں ہیں۔ ان کے موضوعات معاشرتی، سیاسی، نفسیاتی اور جنسی اور زندگی کے دیگر پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں۔ ہیئت کے اعتبار سے بھی ان میں بڑا تنوع پایا جاتا ہے۔ میرا جی نے حلقوں اور موجودہ دور کے رجحانات سے قطع نظر ہر اس فن پارے کا تجزیہ کیا ہے جو فن کے اعتبار سے معتبر ہے۔

ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

"جہاں تک ان نظموں کے اندر نقد کا تعلق ہے تو میرا جی نے خود یہ اعتراف کیا ہے کہ چارلس موروں کے انداز تشریح سے متاثر رہا ہے۔ لیکن یہ متاثر ہونا نقالی کے مترادف نہیں جبکہ میرا جی نے ہر موقع پر مشرق و مغرب کی شعری تخلیقات کے وسیع مطالعے کی روشنی میں انفرادیت پسند ذوق کا ثبوت دیتے ہوئے نظموں کی فنی، لسانی، اور معنوی محاسن اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ شاعر کے ذہن اور بعض صورتوں میں تخلیق کے نفسی پس منظر اور اس وابستہ لاشعوری محرکات سمجھنے کی کوشش بھی کی ہے۔"(۹)

میرا جی نے جدید نظم کو ابہام میں لپٹے پردے سے نکال کر اس کی تفہیم کا روشن راستہ واضح کیا ہے۔ نظم کے بنیادی خیال تک رسائی ہی میرا جی کی تنقید کا مرکزی نقطہ ہے۔ اس باریک نقطے کو میرا جی نفسیاتی توجیہات سے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

واضح کرتے ہیں۔ اختر شیرانی اور دیگر شعراء کی نظموں کا تجزیہ ان کے نفسیاتی مطالعے اور مشاہدے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میراجی نے جو بات کی وہ مدلل طریقے سے کی اور ان تجزیوں سے اردو تنقید کو نئے زاویوں سے روشناس کروایا ہے۔ انہوں نے ادب اور سماج کی درمیان باہمی ہم آہنگی کا بڑی باریکی سے مشاہدہ کیا۔ میراجی کے نزدیک خیال کے حسن کے علاوہ جو چیز تخلیق کو منفرد بناتی ہے وہ فن پارے کی زبان ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک خیال کے ساتھ زبان کی ہم آہنگی نہیں ہو گی شعر میں تاثر پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ کوئی بھی شاعر ایک خیال اور تصور کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس کے اظہار کے لیے عام زبان سے ہٹ کر خاص اور مناسب الفاظ کی تلاش کرتا ہے جو اس کے خیال اور تصورات سے ہم آہنگ ہو۔

الفاظ کا انتخاب ہی فن پارے میں نئی معنویت پیدا کر کے اسے ممیز کرتا ہے۔ جیسا کہ فلابیر نے اپنے شاگرد موپاساں کو نصیحت کی کہ تم جو بھی کہنا چاہتے اس کے اظہار کے لئے صرف ایک لفظ ہے اس لفظ کو تلاش کرو۔ کیونکہ کسی چیز کو واضح طور پر بیان کر دینے سے اس کا لطف زائل ہو جاتا ہے۔ میراجی اشاراتی زبان ہی کو شاعری کا حسن سمجھتے ہیں۔ اس کے لیے میراجی علامت کے ساتھ ساتھ وہ شعری محاسن تشبیہ اور استعارے کو بھی بہت اہمیت دیتے ہیں۔ اس لیے ان کے ہاں لفظ کا استعمال بڑی چابک دستی سے استعمال ہوتا ہے۔

ڈاکٹر وقار عظیم لکھتے ہیں:

> ”ایک نظر عمومی ایسی نظموں اور شاعری پر ٹھہری ہے جس میں عام روش سے انحراف کے آثار ہیں۔ جنہوں نے جدت اور نئے پن کو اپنا مسلک بنایا اور جن کی رگوں میں ادبی یا سماجی ماحول سے بغاوت کا خون رواں دواں ہے۔“(۱۰)

میراجی نظم کو بلا کسی تعصب کے سمجھنے میں کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ شاعر کے سیاسی سماجی اور ذہنی پس منظر کو سامنے رکھ کر نظموں کی تفہیم کو اہمیت دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ میراجی کا بڑا کارنامہ مغرب کے نامور شعراء کو اُردو میں متعارف کروانا ہے۔ میراجی نے ان پر بھی تنقیدی مضمون لکھتے ہوئے شاعری کو شاعر کی ذات سے الگ کر کے نہیں دیکھا۔ کیونکہ کلام کی روح اور تخلیقی سطح کو سمجھنے کے لیے عہد اور خود شاعر کی ذات سے واقفیت از حد ضروری ہے۔

میراجی کے نزدیک کوئی بھی فن پارہ عہد کی تنقیدی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ میراجی اپنی تنقید میں تقابلی انداز کو برتتے ہیں۔ میراجی ایک شاعر کی خصوصیات کو دوسرے شاعر سے تقابل کر کے بھی پیش کرتے ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-28

میرا جی کی تنقید میں ایک تحقیقی ذائقہ بھی شامل ہے۔جو ان کے وسیع مطالعے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔میرا جی کسی بھی شاعر پر یک طرفہ دینے کے بجائے اعتدال سے کام لیتے ہیں۔میرا جی کے نزدیک اختلاف رائے بھی تنقید کا حسن ہے۔اس کے علاوہ میرا جی فرائیڈ کے نفسیاتی نظریات سے آگاہی رکھتے تھے۔وہ لاشعور اور تخلیق کے باہمی تعلق کو سمجھتے تھے۔

ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں کہ:

"میرا جی جدید اردو تنقید نیز شاعری میں ایک موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔تنقید میں اس اعتبار سے کہ اس نے تخلیق کے تجزیاتی مطالعے کا آغاز کیا جو بعد ازاں حلقہ ارباب ذوق کی تحریک کی صورت میں مغرب کی متوازی "نئی تنقید" کا ایک دیسی روپ ثابت ہوا۔"(۱۱)

میرا جی پہلے شخص تھے جنہیں فرائڈ کے نظریات اور تحلیل نفسی کے طریق کار کا کم از کم اتنا علم حاصل تھا کہ وہ ان کی روشنی میں شعری اظہار کے بعض عناصر کی تعبیر و تفسیر کر سکتے تھے۔"اس نظم میں" میں بیشتر تخلیقات کا تجزیہ اس طریق کار کی مدد سے کیا ہے۔میرا جی قدیم ہندو فلسفے ایک جذباتی ربط رکھتے تھے۔اس لیے، زندگی کی طرح تنقید اور شاعری میں بھی انہوں نے سماجی امتناعات سے رہائی پانے کی کوشش کی اور جنسی حجابات کا تسلط قبول نہیں کیا۔

وہ زندگی کی وسعت اور بوقلمونی کا گہرا شعور رکھتے تھے، اور انسانی وجود کے آئینے کے زمانی اور لازمانی مسائل پر نظر ڈال سکتے تھے۔اشیا، مظاہر اور موجودات کے لیے ان کا والہانہ جذبہ عبودیت اور اخلاص، زندگی سے ان کی گہری رفاقت اور قرب کا شاہد ہے۔

میرا جی کی تنقید سنجیدہ، بے لاگ اور جچی تلی ہوئی ہوتی ہے۔ان میں اچھے اور برے ادب کی پرکھ کا بہت اچھا شعور تھا۔اسی مجمع میں کئی ایسے ترقی پسند ادیب بھی تھے جن کے مقابلے میں میرا جی کا تنقیدی نقطہ نظر بعض لحاظ سے زیادہ مفید اور وقیع معلوم ہوتا تھا۔فیض نے "مشرق و مغرب کے نغمے" کے سلسلۂ مضامین پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ان مضامین میں میرا جی نے تنقیدی جانچ پرکھ کے لئے جذب و وجدان کے بجائے عقل و شعور کا انتخاب مجبوری سے نہیں، پسند اور ارادے سے کیا ہے۔

میرا جی کے تنقیدی مضامین بالخصوص 'مشرق و مغرب کے نغمے' میں علامتی شاعری کے حوالے سے ان کی تمام بحثیں دراصل ان کی اپنی شاعری کا جواز ہیں۔جدیدیت کی فلسفیانہ بنیادوں کے کئی عناصر میرا جی کے تخلیقی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

شعور کی ترتیب و تشکیل میں ممد ہوئے تھے اور ان کے نظام افکار نیز فنی تصورات میں کئی ایسے رنگ شامل دکھائی دیتے ہیں جو ان سے پہلے اردو کی شعری روایت میں نایاب تھے۔

حوالہ جات

(۱) مولانا صلاح الدین احمد، میرا جی کی نثر، مشمولہ، مشرق و مغرب کے نغمے، لاہور: اکادمی پنجاب، ۱۹۵۸، صفحہ نمبر ۱۳

(۲) یونس جاوید، حلقہ اربابِ ذوق، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۹، صفحہ نمبر ۵۶

(۳) وقار عظیم، سید میرا جی کی تنقید، مشمولہ: میرا جی ایک مطالعہ، مرتب ڈاکٹر جمیل جالبی، دہلی: نیو اسٹار آفسیٹ پرنٹس شاہ گنج ۱۹۹۱، صفحہ نمبر ۲۰

(۴) انور سدید، ڈاکٹر، حلقہ اربابِ ذوق کی تنقید، مشمولہ: پاکستانی ادب، جلد پنجم، مرتب، رشید امجد، صفحہ نمبر ۳۷۶-۳۷۷

(۵) ریاض احمد، نفسیاتی تنقید، ایضاً، صفحہ نمبر ۹۹

(۶) مولانا صلاح الدین احمد، میرا جی کی نثر، مشمولہ، مشرق و مغرب کے نغمے، لاہور: اکادمی پنجاب، ۱۹۵۸، صفحہ نمبر ۱۸

(۷) میرا جی، اس نظم میں، دہلی: ساقی بک ڈپو، ۱۹۴۴، صفحہ نمبر ۱۴

(۸) انور سدید، ڈاکٹر، اُردو ادب کی تحریکیں، کراچی: احمد گرافکس، ۲۰۱۵، صفحہ نمبر ۵۳۷-۵۳۸

(۹) سلیم اختر، ڈاکٹر، نفسیاتی تنقید، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۶، صفحہ نمبر ۴۱۳ - ۴۱۴

(۱۰) وقار عظیم، میرا جی کی نفسیاتی تنقید، مشمولہ، میرا جی ایک مطالعہ، مرتب، ڈاکٹر جمیل جالبی، دہلی: نیو اسٹار آفسیٹ پرنٹس شاہ گنج, ۱۹۹۱، صفحہ نمبر ۴۱۹

(۱۱) وزیر آغا، ڈاکٹر، تنقید اور جدید اُردو تنقید، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۸۹، صفحہ نمبر ۲۱۴